سوال

عورت اپنے متعلق کہے کہ وہ مسلمان نہیں توکیا اسلام سے خارج ہوجائیگی ؟

جواب

الحمد للہ

اگر کوئی مسلمان شخص اپنے بارہ میں یہ کہے کہ وہ غیر مسلم ہے، یا پھر کہے وہ یہودی یا عیسائی ہے تو اس کا یہ قول دین اسلام سے ارتداد اور کفر کی طرف پلٹنا شمار کیا جائیگا

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" اور اگر وہ کوئی ایسی بات کہے جو اسے دین اسلام سے خارج کر دے، مثلا وہ کہے : وہ یہودی یا عیسائی یا مجوسی ہے، یا اسلام سے بری ہے، یا قرآن مجید سے بری ہے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بری ہے، تو یہ شخص کافر اور مرتد ہوگا، ہم اس کے اس قول کو لیں گے " انتہی

دیکھیں : شرح الممتع (279/6).

لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ جس نے بھی یہ قول کہا وہ کافر اور مرتد ہوگا، بلکہ اس کے کئی حالات ہیں، کیونکہ ہوسکتا ہے اس پر مرتد کا حکم لگانے میں کوئی مانع پایا جاتا ہو اس لیے یہ عام نہیں ہوگا

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کسی مسلمان شخص پر کفر کا حکم لگانے کی شروط بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں :

اس بنا پر کسی بھی مسلمان شخص پر کفر کا حکم لگانے سے قبل دو چیزیں دیکھنا ضروری ہیں :

اول :

وہ قول یا عمل جو کفر کا موجب ہے اس پر کتاب و سنت کی دلیل ہونی چاہیے

دوم :

اس حکم کو معین شخص یا معین فاعل پر اس طرح لاگو کیا جائے کہ اس میں اسے کفر قرار دینے کی سب شروط پائی جائیں، اور کوئی بھی مانع نہ پایا جاتا ہو

اہم شروط یہ ہیں :

اسے علم ہو کہ اس کی مخالفت کرنے سے کفر لازم آتا ہے اور وہ کافر ہو جائیگا؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

اور جو کوئی بھی ہدایت کے واضح ہوجانے کے بعد رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کرے اور مومنوں کی راہ چھوڑ کر کسی اور راہ پر چلے ہمیں اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جس طرف وہ خود متوجہ ہوا ہے، اور اسے جہنم میں ڈال دیں گے، اور یہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے النساء (115).

اورایک مقام پر ارشاد باری تعالی ہے :

اوراللہ تعالی ایسا نہیں کرتا کہ کسی قوم کوہدایت دینے کے بعد گمراہ کردے جب تک کہ ان چیزوں کو صاف صاف بیان نہ کردے جن سے وہ بچیں اوراجتناب کریں، یقینا اللہ تعالی ہر چیز کوخوب جانتا ہے التوبۃ (115).

اسی لیے اہل علم کا کہنا ہے کہ : اگرکوئی شخص نیا نیا مسلمان ہوا ہواور وہ فرائض کا انکار کرے تواسے اس وقت تک کافر نہیں کہا جائیگا جب تک اس کے سامنے وہ سب کچھ بیان نہ کر دیا جائے

اور موانع میں درج ذیل اشیاء شامل ہیں :

اس شخص سے کوئی ایسی چيز بغیر ارادہ کے وارد ہوجائے جس سے کفر لازم آتا ہے، اوراس کی کئی صورتیں ہیں :

ایک صورت تو یہ ہے کہ : اسے ایسا کرنے پر مجبور کردیا جائے، تووہ اس مجبوری کی بنا پر اس فعل یا قول کا مرتکب ہو، نہ کہ اطمنان کے ساتھ، تواس حالت میں اسے کافر نہیں قرار دیا جائیگا

کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

جوشخص اپنے ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے سوائے اس کے جس پر جبر کیا جائے اوراس کا دل ایمان پر برقرار ہو، مگر جولوگ کھلے دل سے کفر کریں توان پر اللہ کا غضب ہے اورانہی کے لیے بہت بڑا عذاب ہے النحل (106).

اوراس میں یہ بھی شامل ہے کہ : بہت زيادہ خوشی یا پھر خوف وغیرہ کی بنا پر اس کی سوچ ختم ہوجائے اوراسے پتہ ہی نہ چلے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، اس کی دلیل صحیح مسلم کی درج ذیل حدیث ہے :

انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اللہ سبحانہ وتعالی کواپنے بندے کی توبہ پر اس شخص سے بھی زيادہ خوشی ہوتی ہے کہ تم میں سے کوئی ایک شخص اپنی سواری کے ساتھ بے آب وگیاہ زمین میں سفر پر ہو اوراس کی سواری گم ہوجائے جس پر اس کا کھانا پینا ہو اوروہ اس کے ملنے سے ناامید ہوکر ایک درخت کے سایہ کے نیچے آکر لیٹ جائے، وہ اپنی سواری کے ملنے سے ناامید ہوچکا ہو کہ اچانک اس کی سواری اس کے پاس آکھڑی ہو اوروہ اس کی نکیل پکڑ کر خوشی کی شدت سے یہ الفاظ کہہ بیٹھے : اے اللہ تو میرا بندہ اورمیں تیرا رب ہوں، وہ خوشی کی شدت سے غلط الفاظ نکال بیٹھے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (2747). انتہی

ماخوذاز : القواعد المثلی من مجموع الفتاوی (3/343-344).

اس بنا پر جس نے اپنے بارہ میں یہ کہا ہوکہ : "وہ غیر مسلم اورعیسائی ہے "اس کی حالت کودیکھا جائے

اگر تو یہ کلمہ اس کی زبان پر بغیر ارادہ وقصد کے جاری ہوا اوراس نے غلطی سے کلام کرلی تو اس حالت میں وہ کافر نہیں ہوگی، بلکہ بالکل اسی شخص کی طرح معذور کہلائيگی جس نے خوشی کی شدت میں آکر "اے اللہ تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں " کہا تھا

اور اگر اس عورت نے یہ کلمہ شدت غضب اور غصہ کی حالت میں کہا کہ وہ جذبات کی شدت میں آکر اپنے اوپر کنٹرول نہ کر سکی اور یہ کلمات کہہ دیے تو بھی وہ معذور کہلائیگی اور اس پر کفر کا حکم نہیں لگایا جائیگا، اس کی دلیل موسی علیہ السلام کا درج ذیل قصہ ہے :

جب موسی علیہ السلام نے اپنی قوم کو بچھڑے کی پوجا کرتے ہوئے پایا تو ان پر بہت غصہ ہوئے، اور شدت غضب کی بنا پر تختیاں رکھ کر بھائی کی داڑھی پکڑ کر اسے کھینچنے لگے تو اللہ سبحانہ وتعالی نے نہ تو تختیاں رکھنے پر موسی علیہ السلام کا مؤاخذہ کیا، اور نہ ہی اپنے بھائی ہارون کو پکڑ کر کھینچنے پر مؤاخذہ کیا حالانکہ ہارون علیہ السلام بھی موسی علیہ السلام کی طرح نبی تھے

اور اگر موسی علیہ السلام ہوش وحواس میں ہوتے ہوئے اہانت کے ساتھ تختیاں رکھتیاں رکھتے تو یہ بھی عظیم تھا، اور اگر کوئی انسان کسی نبی کو اس کی داڑھی سے یا سر سے پکڑ کر کھینچتا اور نبی کو اذیت وتکلیف دیتا ہے تو یہ کفر ہے

لیکن جب موسی علیہ السلام کی جانب سے یہ شدید غصہ اللہ سبحانہ وتعالی کے لیے تھا کہ قوم نے جو کچھ کیا اس پر غصہ ہوئے تو اللہ سبحانہ وتعالی نے انہیں معاف کر دیا، اور نہ تو تختیاں پھینکنے پر اور نہ ہی اپنے بھائی کو کھینچنے پر مؤاخذہ کیا" انتہی

فضیلۃ الشیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ

دیکھیں : فتاوی نور علی الدرب (1/375-377).

اور موسی علیہ السلام کا تختیاں جلدی سے نیچے رکھ دینے کی دلیل درج فرمان باری تعالی ہے :

اور جب موسی (علیہ السلام) اپنی قوم کی طرف واپس آئے غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے تو فرمایا کہ تم نے میرے بعد یہ بڑی بری جانشینی کی؟ کیا اپنے رب کے حکم سے پہلے ہی تم نے جلد بازی کی، اور جلدی سے تختیاں ایک طرف رکھیں اور اپنے بھائی کا سر پکڑ کر ان کو اپنی طرف گھسیٹنے لگے (ہارون علیہ السلام) نے کہا : کہ اے میرے ماں جائے ان لوگوں نے مجھ کو بے حقیقت سمجھا اور قریب تھا کہ مجھ کو قتل کر ڈالیں تم تم مجھ پر دشمنوں کو مت ہنساؤ اور مجھ کو ان ظالموں کے ذیل میں مت شمار کرو الاعراف (150).

لیکن اگر اس عورت نے یہ کلام اپنے اختیار اور قصدا کہی یا پھر غصہ کم تھا کہ اس حد تک نہیں پہنچا کہ اس کے ہوش وحواس پر پردہ پڑ جائے بلکہ ہوش وحواس قائم تھے اور اس کے اختیار اور ارادہ پر اثر انداز نہیں ہوا تو یہ کلام کفر اور اسلام سے ارتداد شمار ہوگی؛ خاص کر اس کے حق تو ضرور جس کی یہ عادت ہی بن جائے، جیسا کہ سوال میں بیان ہوا ہے یہ معاملہ بہت خطرناک ہے، اور اس بات کی دلیل ہے کہ ایمان اس کے دل میں جاگزیں نہیں ہوا

بلکہ ان الفاظ کو ادا کرنے والے کے دین کے لیے یہ بہت ہی خطرناک ہیں، چاہے اس کے ذہن میں دین اسلام سے خارج ہونا نہ بھی ہو، اور اگرچہ اسے اس کا علم بھی نہ ہو تو بھی اس کے دین کے لیے خطرناک کلمات ہیں

عبد اللہ بن بریدۃ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جس کسی نے بھی قسم اٹھا کر کہا کہ میں اسلام سے بری ہوں، اگر تو وہ (قسم میں) جھوٹا ہے تو وہ ایسے ہی ہے جیسا اس نے کہا، اور اگر وہ (قسم میں) سچا ہے تو پھر وہ اسلام کی طرف صحیح سالم نہیں لوٹا"

مسند احمد حدیث نمبر (22497) سنن ابو داود حدیث نمبر (2836) سنن نسائی حدیث نمبر (3772) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2100) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے

دوم :

رہا یہ کہ وہ عورت اسلام کی طرف واپس کیسے پلٹ سکتی ہے اگر اس پر کفر کی حالت کا اطلاق ہوتا ہے تو وہ دوبارہ کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام میں داخل ہو سکتی ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ اسے دین اسلام کے مخالف ہر دین سے برات کا اظہار کرنا ہوگا

سوم :

رہا مسئلہ اس کے مرتد ہونے کے اثرانداز ہونے کا اگر بالفعل وہ مرتد ہو چکی ہے تو یہ دیکھنا ہوگا کہ اگر وہ رخصتی اور دخول سے قبل مرتد ہوئی تو عام علماء کرام کے ہاں فوری طور پر اس کا نکاح فسخ ہو جائیگا، اس لیے اس کے اسلام قبول کرنے کے بعد دوباہ نکاح کرنا ہوگا

اور اگر وہ رخصتی اور دخول کے بعد مرتد ہوئی ہے تو پھر یہ معاملہ اس کی عدت کے ختم ہونے پر موقوف ہے، اگر وہ عدت کے اندر اندر اسلام میں واپس آ جاتی ہے تو وہ پہلے نکاح پر ہی رہیں گے، اور اگر وہ عدت ختم ہونے کے بعد اسلام میں واپس آتی ہے تو نکاح فسخ ہو جائیگا

واللہ اعلم.